بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ نظم کا سکہ ہے فصاحت میری ادب آموزِ سخن ہے ادبیت میری
فیض بخشش و کرم افزا ہے طلاقت میری ایک بہتا ہوا دریا ہے طبیعت میری
بلبلِ مدح وہ ہوں جب مری بار آتی ہے
خلد میں بھی مرے نغموں سے بہار آتی ہے

جس سے روشن ہے جہاں، وہ مری شمعِ شعور جیسے ہو پرتوِ خورشید سے عالم پُر نور
کیوں نہ ہو باغِ سخن کا مرے شہرہ تا دور جسکی خوشبو کی ہے مشتاق جہاں میں ہر حور
کوئی محروم نہیں فیضِ سخن سے میرے
پھول لیجاتا ہے رضواں بھی چمن سے میرے

آج پھر جوش پہ ہے قلزمِ ذخارِ سخن جسکی ہر موج ہے اک مطلعِ انوارِ سخن
کلک بنجانے کو ہے ابرِ گہر بارِ سخن پھر لٹا چاہتے ہیں گوہرِ شہوارِ سخن
ہے زباں فیض رساں چشمۂ حیواں کیطرح
طبع مائل ہے برس پڑنے پہ نیساں کیطرح

ہاں سے ہشیار رہوں مشتاقِ سخن بے تاخیر پیش ہونے کو ہے میدانِ وغا کی تصویر
اک طرف جنگ کے میدان میں، ہے فوجِ کثیر اک طرف صرف ہیں بہتر رفقائے شبیرؑ
اس طرف کھانے بھی ہر طرح کے ہیں پانی بھی
اس طرف بھوک بھی ہے پیاس کی طغیانی بھی

تین دن گزرے کہ پڑھتے ہیں تیمم سے نماز اس پہ بھی کم نہیں کچھ شمع صفت دل کا گداز
شکر اسی طرح ہے خالق کا وہی راز و نیاز ہے سبب آوازِ دیں محبوبِ خدا کی آواز
تیسرے دن بھی نہیں وہ کسی نعمت میں مزہ
جو عبادت کا ہے اس بھوک کی شدت میں مزہ

www.emarsiya.com

یادِ خالق میں نہ اپنی ہے نہ ہے گھر کی خبر
ہوش اب ہے نہ پسر کا نہ برادر کی خبر
محو یوں ہیں کہ نہ تن کی ہے نہ ہے سر کی خبر
سر قلم ہو تو نہ گردن کو ہو خنجر کی خبر
جانیں ہیں نذرِ خدا تن ہیں عبادت کیلئے
دل ہیں مصروفِ دعا اپنی شہادت کیلئے

پیاس میں شکرِ الٰہی سے زبانیں تر ہیں
جیسے آسودہ ہیں سب بھوک میں وہ تیور ہیں
صبح سے قتل پہ سر تیز وہاں خنجر ہیں
سجدۂ رب میں بصد شوق یہاں خم سر ہیں
کہکے یہ عرش پہ قدسی بھی ثنا کرتے ہیں
عارفِ حق جو ہیں یوں فرض ادا کرتے ہیں

اب ہے وہ وقت کہ مہلت نہیں دیتے دشمن
محوِ سامانِ وغا ہیں ہیں بہادر ہمہ تن
تن پہ ہتھیار لگاتا ہے کوئی صید افگن
کوئی کستا ہے کمر کوئی پہنتا ہے کفن
ولولہ موت کا ہے زیست سے بیزاری ہے
جدھر اُٹھتی ہے نظر کوچ کی تیاری ہے

ہوئے فارغ جو علم سج کے جنابِ عباسؑ
اور سامانِ وغا کر چکے سب نیک اساس
بیٹھے مرکب پہ حسین ابنِ علی بے وسواس
ہو گئے جمع عزیز و رفقا سب چپ و راس
باگ لی دم میں قریبِ صفِ ہیجا پہونچے
کافروں پر غضبِ حق کی طرح جا پہونچے

سامنے آکے جو اسپِ شہِ والا ٹھہرا
سترِ رہ رعب ہوا لشکرِ اعدا ٹھہرا
خود رکے دل نہ مگر خوف سے دم نکلا ٹھہرا
حوصلے گھٹ گئے بڑھتا ہوا دریا ٹھہرا
دل ہلے رعب وہ آمد کے اثر نے باندھا
بہتے پانی پہ غضب بند نظر نے باندھا

www.emarsiya.com

بڑھ کے فرمانے لگے خود یہ امام کونینؑ — غافلو ہو نہیں دل و جان رسول الثقلین
ہو گی ایذا اسے مری روحِ پیمبرؐ بے چین — تم نے منت سے بلایا ہے کہ خود آیا ہے حسینؑ
ایک سید سے مسافر سے دغا کرتے ہو
اپنے مہماں کو ستاتے ہو یہ کیا کرتے ہو

یہ ضیافت ہے کہ پینے نہیں دیتے پانی — شکر کرتی ہے ادا پیاس کی یہ طغیانی
کسی کافر نے بھی کی ہو گی نہ یوں مہمانی — بن گئے ہو کے مسلمان ستم کے بانی
آل کو چھوڑ کے قرآن کو رٹ ڈالا ہے
بیچ سے حکم پیمبرؐ کو پلٹ ڈالا ہے

راہ سے کام غرض رہبرِ ایماں سے نہیں — بحث قرآں سے تو ہے معنیٔ قرآں سے نہیں
جو ہے مجھ سے یہ عداوت کسی انساں سے نہیں — تم سبکبار نبیؐ کے حقِ احساں سے نہیں
جو کرے رحم اُسی پر یہ ستم کرتے ہو
بارور نخل کو پھل کھا کے قلم کرتے ہو

کیا نمازی ہو عبادت میں ستانے والے — قہرِ خالق کا یقیں دل میں نہ لانے والے
اِس عداوت کا پھل اچھا نہیں پانے والے — جل نہ جائیں کہیں خود آگ لگانے والے
شمع گل کی تو نہ تا حشر سویرا ہو گا
خود بھی ٹکراتے پھرو گے وہ اندھیرا ہو گا

بولا یہ سن کے بہ نخوت پسرِ سعد لعیں — جو نہیں صلح کا پیغام وہ باتیں یہ نہیں
اب بھی انکار اطاعت سے اگر یا شہِ دیں — ملنے والی نہیں جز قبر پناہ اور کہیں
طے ہو اک بات تو بس ختم یہیں حجت ہے
دو ہی امکان ہیں یا جنگ ہے یا بیعت ہے

www.emarsiya.com

مجھ سے شکوہ ہے عبث پیاس کی طغیانی کا — خود ہوئے آپ سبب اپنی پریشانی کا
کرتے اکرام اگر خواہشِ سلطانی کا — قحط کھانے کا نہ ہوتا نہ قرق پانی کا
جتنی تکلیف ہوئی اُتنی ہی راحت ہوتی
تیر و شمشیر سے اسطرح نہ دعوت ہوتی

اب بھی ہے خیر بھرے گھر کو نہ مٹوائیے آپ — جو میں کہتا ہوں ذرا غور اسے فرمائیے آپ
بیعتِ حاکمِ جابر میں نہ شرمائیے آپ — ننھے بچوں کی غریبی پہ ترس کھائیے آپ
یہ تو وہ کرتے ہیں جاہل جو عرب ہوتے ہیں
آپ خود اپنی ہلاکت کا سبب ہوتے ہیں

... بیاں ساتھ وہ جو ہیں رہتے ہیں جنکے عالی — اُنکا انجام بھی ہے سب سے ہر اک پہ جالی
... ہو جائیگا جسوقت زمانہ خالی — سر پہ چادر بھی کسی کے نہیں رہنے والی
کدہ ہوئی حب تو عداوت میں کمی کب ہوگی
جو جدا مکان میں ہوگی وہ جفا سب ہوگی

... سنتے ہی باہر ہوئے قابو سے دلیر — ہاتھ قبضوں پہ گئے ہو گئی دنیا اندھیر
... گستاخیاں اور حضرتِ عباسؑ سا شیر — غصہ روکے ہوئے کانپا کیا غازی تا دیر
بے مزہ پایا تھا جو اُس دشمنِ ایماں کا جواب
شہ نے لاحول پڑھا تھا یہی شیطاں کا جواب

بات کچھ طے نہ ہوئی فوج بڑھی تیر چلے — اور برہم ہوئے اغوشِ شجاعت کے پلے
نگہِ اذنِ طلب کہتی تھی گر بس نہ چلے — اپنی تیغوں پہ گرا دیجئے آپ اپنے گلے
آسرا پاکے تو صدمے نہ سہے جائیں گے
دھوپ اب کھا چکے طوبیٰ کی ہوا کھائیں گے

رہ گئی تھی جو لعینوں سے نہ باقی حجت ہوئے مجبور رضا دینے پہ خود بھی حضرت
مل گیا اذن جسے دل کی بر آئی حسرت نظر آنے لگی آنکھوں کو یہیں سے جنت
عزم بالجزم جو منزل کا پتا پانے لگا
سوکھے ہونٹوں پہ بھی کوثر کا مزہ آنے لگا

ف ہزاروں سے وہ ایک ایک کی میداں داری بن میں پیاسوں نے کیے خون کے دریا جاری
جو لڑا ڈٹ کے لڑا یوں کہ ہوئے سب عاری مبتلا قہر خدا میں تھے یہیں سے ناری
بچ کے کب شامتِ اعمال کے مارے نکلے
تیغ کی آنچ سے دوزخ کے شرارے نکلے

ہ کہیں سال جو بستر سے نہ اٹھ سکتے تھے نصرتِ سبطِ نبیؐ پر تھے کمر باندھے ہوئے
م جوانوں سے نہ تھے جوش میں حملے انکے کانپتے ہاتھوں سے مر کر بھی نہ قبضے چھوٹے
تا جناں پیاس میں ہمت جو نہ ہارے پہونچے
اٹھتے ہی بیٹھتے کوثر کے کنارے پہونچے

رم تھا جنگ کا ہنگامہ بپا تھا محشر ایک سے دوسرے کا ہوتا تھا حملہ بڑھ کر
بھی دیکھے جو نہ تھے بچوں نے ایسے منظر ایک جا ٹکتے نہ تھے حضرتِ زینب کے پسر
دیکھ کر رنگِ وغا جوش میں خوں آتے تھے
باہر آتے کبھی خیمے میں کبھی جاتے تھے

ڈکا یہ دیکھ کے ماں نے تو کیا مڑ کے کلام آپ اک بات بتا دیں کہ پریشاں ہیں غلام
لڑنے جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے انصارِ امام پیاس ٹھہرے کے جو سوا چل کے پیو خلد میں جام
ہے یہ کیا تذکرۂ شیشہ و ساغر اماں
نام تو سنتے ہیں دیکھا نہیں کوثر اماں

www.emarsiya.com

ظاہر آ جاگتے ہیں اور ہیں ایسے بیتاب جیسے اٹھے ہیں ابھی دیکھ کے سب خلد کا خواب
جانیں دیدینے پہ مرتے ہیں کہ پا جائیں ثواب کہا زینبؑ نے مقام ایسا ہی وہ ہے نایاب
جس کا نام آنے سے روتا ہوا دل ہنستا ہے
جانِ دیگر جو ملے پھر بھی بہت سستا ہے

ں ہمسے کہوں خلد بریں کی کیا کیا جسکی تمثیل ہو پوری نہیں ایسی کوئی جا
ستاں کی ہے جو بات وہ ہے ہوش ربا بابِ رحمت جسے کہتے ہیں وہ ہے در اُس کا
قید اس دائرے میں عقلِ بشر کو سمجھو
وسعتِ صحنِ چمن حدِ نظر کو سمجھو

عبو ہے یا باغ کی تیاری ہے آئینۂ صنعتِ صانع کا ہر اک کیاری ہے
بزے کا نہیں بخت کی بیداری ہے پھول شرمندہ ہوں پتوں میں وہ گلکاری ہے
راز ہے جوشِ نمو راز بھی سربستہ ہے
یوں جو غنچہ ہے وہ کھل جانے پہ گلدستہ ہے

ٹکیں تو گماں یہ ہو کہ طائر چہکے روشیں خضر بنیں راہ جو رہرو بہکے
آنکھوں سے تری آئے جو سبزہ لہکے سارا عالم مہک اٹھے اگر اک گل مہکے
اوس ٹپکے تو یہ ثابت ہو کہ تارا ٹوٹا
پھیلے خوشبو تو گماں ہو کہ قرابا ٹوٹا

خوابِ صادق ہیں یہ باتیں وہ سماں ہے تعبیر ایک نظارے میں بشاش ہو رخ بے تاخیر
دمِ عیسیٰ سے زیادہ ہے ہوا میں تاثیر بھرتے ہی اک نفسِ شوق جواں ہوتا ہے پیر
دل کی فرحت دمِ دیدِ گلِ تر بڑھتی ہے
دیکھ کر خاب کو سبزے کے نظر بڑھتی ہے

ہے انوکھا وہ گلستاں تو نرالے اشجار ۔ تازگی خود ہے جھلکتے ہوئے پردوں پہ نثار
دیکھتے دیکھتے ہو پھول سے پھل برگ سے بار ۔ بے خزاں آئے بدل جاتی ہے دم بھر میں بہار
سیر ہو کر جو نظارے سے طبیعت بدلی
یہ سماں محو ہوا دوسری حالت بدلی

خوشنمائی پہ جو کوپل کی کلی کا ہو گماں ۔ دیکھے خوشبو وہ ہو فوراً صفتِ گل خنداں
گل سے یاد آئے اگر لذتِ اثمارِ جناں ۔ خوشہ بن جائیں پھلوں کا وہیں کچی کلیاں
سیب میں لطف انار آئے یہ لذت بدلے
رت بدل جائے بہشتی کی جو رغبت بدلے

کیونکر اس باغ کے ہمثل نہوں پھول اور پھل ۔ چھائے رہتے ہوں جہاں رحمتِ رب کے بادل
قوتِ نامیہ خود ہے سبق آموز عمل ۔ کہکے یا خالقِ کُن پھوٹتی ہے ہر کونپل
بے زباں تک چمن آرا کا پتا دیتے ہیں
غنچے کھلنے میں ہو الحق کی صدا دیتے ہیں

فرحتِ سامعہ مرغانِ چمن کی چہکار ۔ ایک اک صوت دل آویز میں نغمے ہیں ہزار
کوئی کہہ اٹھتا ہے یا حق تو کوئی یا غفّار ۔ بے ہوا جھومتے ہیں وجد میں آکر اشجار
محو ہو جاتی ہے ہر لذتِ دلخواہ کی یاد
خود فراموش کو بڑھ جاتی ہے اللہ کی یاد

ذکرِ معبود میں وہ چہچہے ان کے دلکش ۔ ہوش کے ساتھ ارنی کو بھی جو سن لے تو غش
معرفت کے وہ ترانے کہ کرے دل عش عش ۔ کلمہ پڑھنے لگیں خالق کا بتانِ مہوش
انھیں نغموں میں عبادت کا مزا ملتا ہے
یوں خودی ہوتی ہے زائل کہ خدا ملتا ہے

www.emarsiya.com

کچھ عجب وقت سہانا ہے کہ ہے رات نہ دن
پاک ہر چیز کا ظاہر سے سوا ہے باطن
دونوں یکساں نظر آتے ہیں جواں ہو کہ مسن
بے بتلائے کوئی پہچانے یہ ہے ناممکن
ہے ہر اک جسم مصفّا سے کثافت معدوم
سایہ معدوم نہ کیوں ہو کہ ہے ظلمت معدوم

ہر عمارت کی بلندی ہے کہ جھکتی ہے نظر
باز ہے صورتِ آغوشِ تمنا ہر در
بام اول پہ بھی دشوار ہے طائر کا گزر
پاتے ہیں پیرویِ آل سے معراج بشر
درجے عرفاں کے ہوں جب طے تو صلا ملتا ہے
منزلوں کا انھیں زینوں سے پتا ملتا ہے

لاتعد قصر ہیں اور جو ہے وہ لاثانی ہے
بڑھ کے الماس سے ذرّے میں درخشانی ہے
ہر مکاں جلوہ گہِ رحمتِ ربانی ہے
دلِ مومن کی طرح صاف ہے نورانی ہے
ہر طرف روشنی لطفِ خدا پھیلی ہے
شمع ایماں کی مکانوں میں ضیا پھیلی ہے

دن کی ہے دھوپ سیاہی نہ شبِ تار کی ہے
شمع تابندہ مگر طالعِ بیدار کی ہے
روشنی چار طرف چاردہ انوار کی ہے
ہو چکا چوند یہ حالت در و دیوار کی ہے
عکس پڑ جائے تو زائل غمِ دائم ہو جائے
دیدۂ کور میں نور آتے ہی قائم ہو جائے

جز خوشی رنج کی اُس جا کوئی صورت ہی نہیں
جو نہ پایا ہو ایسی کوئی نعمت ہی نہیں
کوئی شے لانے منگانے کی ضرورت ہی نہیں
عیشِ دنیا کو وہاں سے کوئی نسبت ہی نہیں
حاصل اُس باغ کی دم بھر کو جو فرحت ہو جائے
زندگی عیش کی جانکاہ مصیبت ہو جائے!

www.emarsiya.com

درجہ اعمال کا ہے لیکہ جدا ایک نہیں
لطف میں بھی ہے تفاوت کہ صلا ایک نہیں
سب کے حق میں اسی گلشن کی فضا ایک نہیں
ایک ہی چیز کا ہر اک کو مزہ ایک نہیں
لطف و حظ راحت و آرام بس اتنا ہوگا
اجر جس کے عملِ خیر کا جتنا ہوگا

ذکر جنت تو سنا حالتِ کوثر بھی سنو
جوش میں تذکرہ رحمتِ داور بھی سنو
اور اسی سلسلے میں منصب حیدر بھی سنو
بیاس میں کیفیتِ گردشِ ساغر بھی سنو
شاد تکلیف میں بھی طبعِ غم آگیں ہوگی
برکت نام میں ہے ذکر سے تسکیں ہوگی

...ش نے رحمتِ داور کے بہائی ہے نہر
نگہ مہر کی جنبش سے عیاں ہوتی ہے لہر
...کے اک چھینٹے میں گلزار بنے آتشِ قہر
ایک قطرے میں اثر وہ ہے کہ تریاق ہو زہر
لہر دیکھے تو رگ کے خوں میں روانی آئے
خود ہٹاتی ہوئی پیری کو جوانی آئے

...یاں بادۂ کوثر کی ہوں کیا مذکور
جو صفت ہے وہ حقیقت سے قریں عقل سے دور
...ے ایسا کہ خجل جس سے شرابِ انگور
نشۂ خود دار بہکنا ادب آموز سرور
ہو جو دوراں تو تقدیر کے چکر سے بچیں
لڑکھڑانے میں قدم راہ کی ٹھوکر سے بچیں

...انِ طفری کی عیاں موجوں میں کوثر کی ہے
صاف گویا کہ عبارت خطِ ساغر کی ہے
ہر بھنور میں وہ روش پانی کے چکر کی ہے
سکّہ اللہ کا ہے مہرِ پیمبر کی ہے
عکس لیتا ہوا موجہ جو کوئی آتا ہے
چہرۂ ساقی کا حبابوں میں جھلک جاتا ہے

www.emarsiya.com

قابلِ دید ہوا کرتا ہے وہ بھی منظر | جھگڑے جب کبھی ہو جاتے ہیں گردِ کوثر
حکمِ خالق سے علیؑ دیتے ہیں بھر کر ساغر | ہاتھ پھیلاتے ہیں سب پیر ہوں یا پیغمبر
شانِ ساقی گری اس طرح دکھا جاتے ہیں
جام سب ہاتھوں میں دو ہاتھ سے آ جاتے ہیں

نگہِ فیض ہے ساقی کی ہر اک موجِ شراب | تازہ سامان کے ہوتے ہیں نرالے اسباب
شیشہ بنتا ہے ہوا بھرنے سے ہر قطرۂ آب | سیدھے رہنے میں جو ساغر وہ پلٹنے میں حباب
مے کرامت کی ہے اعجاز کا میخانہ ہے
وہی شیشہ وہی بادہ وہی پیمانہ ہے

ہیں مگر کن کیلئے کوثر و تسنیم و جناں | حکمِ حق جن سے ہو تصویرِ عمل بن کے عیاں
دخل ہو سکتا نہیں خائن و غاصب کا یہاں | در پہ رکھے جو قدم باغ ہو نظروں سے نہاں
شاد ہو سکتا ہے کیا جس سے خدا شاد نہیں
ملکِ شداد کی خود گلشنِ شداد نہیں

جانا آسان نہیں خلد میں مادر ہوشیار | منزلیں سخت ہیں اور راہ ہے دشوار گزار
دو ہیں اوقاتِ سفر وہ بھی نہایت دشوار | حشر میں راہ صراط اک ہے تلوار کی دھار
کل کا جھگڑا نہ رہا حل جو یہ مشکل کر لی
پھر وہ منزل نہیں کچھ طے جو یہ منزل کر لی

بعد تکلیف کے ہوتا ہے میسر آرام | ویسا ہی راستہ بھی سخت ہے جیسا ہے مقام
قصۂ عمرِ خضر کرتا ہے طول اُس کا تمام | جانے والے کیلئے ہے یہی منزل دو گام
سب یہ موقوف ہے ہمت پہ جگر داروں کی
راہ کٹتی ہے مگر باڑھ سے تلواروں کی

www.emarsiya.com

بجز اعمال وہاں کچھ نہیں دیکھا جاتا   نہ حسب کی کوئی پرسش نہ نسب کا جھگڑا
پسر نوح پہ کیا گزری سُنا ہی ہوگا   ہے یہ سب ہیچ کہ رکھتے ہیں نبیؐ سے رشتا
ہو۔ اگر ساقیٔ کوثر کے نواسے ہو تم
ہاں جو کچھ حق ہے تو اتنا ہے کہ پیاسے ہو تم

ب نہ احمدؐ ہیں نہ احمدؐ کا حشم باقی ہے   اور نہ حیدر ہی سا سرتاجِ اُمم باقی ہے
ن شبّر ہے نہ زہراؑ کا کرم باقی ہے   پنجتن میں یہی شبیر کا دم باقی ہے
ظاہرا ایک گہر سمجھو تو گنجینہ ہے
چار تصویروں کا یہ ایک ہی آئینہ ہے

ے وقت میرا ہو نہ کام آؤگے   نام دنیا میں نہ عقبیٰ میں صلا پاؤگے
کہنا جو نہ مانوگے تو پچھتاؤگے   وقت ٹل جائیگا منہ دیکھ کے رہجاؤگے
آج یوں مستحق اپنا ہے نہ بیگانہ ہے
نام محضر میں ہو یہ خلد کا پروانہ ہے

ت جو کرے کرتا ہے اللہ مدد   یا علیؑ منہ سے نکلتے ہی بلا ہوتی ہے رد
ی دستِ نبیؐ سے جنت کی ملی ہے سرحد   سرِ قلم ہوتے ہی لکھ جاتی ہے بخشش کی سند
ہچکچاؤ نہ مری جاں تو مزا پاؤگے
کھیلتے کودتے دم بھر میں پہونچ جاؤگے

ے یہ بول اُٹھے دونوں کہ انشاءاللہ   ہم بھی ایسے نہیں کچھ موم اگر سخت ہے راہ
قول سے پھرتے ہیں وہ جنکو نہو شرمِ گناہ   عہد ہم سامنے کرتے ہیں ہیں آپ گواہ
ہمتا میں راستے میں بڑھ کے اگر کم ہوجائے
دودھ جو ہم نے پیا ہے وہ ہمیں سم ہوجائے

www.emarsiya.com

نہر کی راہ جو ہے بند نہیں کچھ پروا
جس سے کوثر پہ پہونچتے ہیں وہ رستا ہے کھلا
نہیں کچھ فکر جو حائل ہے لہو کا دریا
ہم سمجھتے ہیں کہ دھارے سے ملا ہے دھارا
کیا کیا کام جو کشتی کے سہارے پہونچے
مارے دریا تھا کہ کوثر کے کنارے پہونچے

ہوگا کیا زور اگر لشکر شر کا ہوگا
حوصلہ پست نہ فاقوں میں ہمارا ہوگا
کی آج ہے کیا جانیے کل کیا ہوگا
خلد پر زور سے تلوار کے قبضا ہوگا
سب پہ مظلوم کی امداد میں کد لازم ہے
ایسی حالت میں تو دشمن کی مدد لازم ہے

ق لو عدو جو ہیں ہو نہیں سکتے دو دلے
زخم کھائیں نہ اگر غنچۂ خاطر نہ کھلے
ے بھی نہیں یہ عزم کہ حاصل ہوں صلے
ٹکڑے جنت کے ہیں کیا چیز کفن بھی نہ ملے
اب نہ ہے خلد سے کچھ کام نہ کوثر سے غرض
دل کو ہے نصرتِ فرزندِ پیمبر سے غرض

یہ دونوں جو کسنے لگے مرنے پہ کمر
اپنا منہ پھیر کے رونے لگیں بنتِ حیدر
ں معرکہ حرب سے آئی ہے خبر
رن سے جنت کو روانہ ہوئے مسلم کے پسر
پاس بیوہ کے شہِ عرش مقام آتے ہیں
پرسا دینے کو یتیموں کا امام آتے ہیں

سن کے یہ بیٹوں سے فرمانے لگیں بنتِ علیؑ
ہاں یہی وقت ہے ہتھیار سنبھالو جلدی
فرض سب جانتے ہیں نصرتِ فرزندِ نبیؐ
کہیں ایسا نہ ہو پھر لے اجازت کوئی
رنگ دنیا کا گھڑی بھر میں بدل جاتا ہے
بات رہ جاتی ہے اور وقت نکل جاتا ہے

www.emarsiya.com

اِسطرف بیٹوں کو سمجھاتی تھیں بنتِ زہراؑ
اُسطرف گریہ و زاری سے تھا اک حشر بپا
غل جو ہوتا تھا کہ گھر مسلمِ بیکس کا لُٹا
غش پہ غش آتے تھے بیوہ کو نہ تھے ہوش بجا
کہتی تھی ہائے کوئی آنکھوں کا تارا نہ رہا
چار میں ایک بھی جینے کا سہارا نہ رہا

دیکھ پرسا جو اُٹھے پاس سے بیوہ کے امام
سامنے آ کے کیے عون و محمد نے سلام
منہ جو تکنے لگے اُن دونوں کا سلطانِ انام
جوڑ کر ہاتھ یہ کہنے لگے وہ گل اندام
دل پہ دو دن سے عجب صدمۂ روحانی ہے
پانی ممکن نہیں اور پیاس کی طغیانی ہے

نکے یہ شرم سے حضرت نے جھکالی گردن
یوں بھری آہ کہ تھرانے لگا چرخِ کہن
ھ کے زینبؑ نے یہ کی عرض کہ یا شاہِ زمن
آپ سمجھے بھی کہ کیا کہتے ہیں یہ غنچہ دہن
خواہش اُس چیز کی رکھتے ہیں جو نایاب نہیں
ہے یہ رُخصت کا اشارا طلبِ آب نہیں

چ تو یہ ہے کیوں تعب تشنہ دہانی اُٹھائیں
آبِ شمشیر سے تر حلق کریں پیاس بجھائیں
م فردِ شہدا میں ہیں تو کیوں جان بچائیں
یہ تو حضرت بھی نہ چاہیں گے کہ کوثر پہ نہ جائیں
جسقدر جلد یہ پہنچ جائینگے راحت ہوگی
دیر ہونے میں سوا پیاس کی شدت ہوگی

شہ نے فرمایا کہ زینبؑ نہ مجھے لڑکو دکھاؤ
رو رہی ہیں یونہی آنکھیں انھیں اور نہ رُلاؤ
داغ کس کس کے اُٹھاؤں مجھیں للہ بتاؤ
غم کے طوفان میں آج آلِ پیمبر کی ہے ناؤ
اِنکو کھو دینے میں ہے فائدہ ہی کیا زینب
ڈوبنے سے تو یہ بیڑا نہ بچے گا زینب

کہا زینب نے یہ کس دن کے لئے ہیں آخر
ان پہ واجب نہیں کیا نصرتِ شاہِ صابر
جانِ احمدؐ پہ تو ہو نرغۂ فوجِ کافر
اور فدیہ میں نہ دوں ردِ بلا کی خاطر
کونسا ظلم لعینوں نے اٹھا رکھا ہے
نہ رہے آپ تو پھر خلق میں کیا رکھا ہے

ساتھ بھر گانے لگانے تو ہوں سب روزِ حساب
اور یہی دونوں بھی ہوں آپکے ہمراہِ رکاب
دونگی کیا حشر میں خاتونِ قیامت کو جواب
چار کرتے ہوئے آنکھیں مجھے آئیگا حجاب
جب وہ پوچھیں گی کہ ہاں کیا یہ جگر بند نہ تھے
میرے فرزند سے بہتر ترے فرزند نہ تھے

تھے جو آگاہ کہ ہے آج یہی مرضیٔ رب
اُن کا منہ دیکھ کے چپ ہو گئے سلطانِ عرب
کرکے تسلیم ہٹے عون و محمد بہ ادب
لیکے چہروں کی بلائیں یہ پکاریں زینب
سامنا ہوگا نہ اب حشر کے دن تک پیارو
سفرِ گلشنِ جنت ہو مبارک پیارو

وقت مبارز طلبی کا ہے نہ اب دیر لگاؤ
نیمچوں کو قدمِ شاہ سے مس کر کے اٹھاؤ
آج تک سیکھے ہیں جو وہ ہنرِ جنگ دکھاؤ
فوجیں پسپا کرو سرداروں کے سر کاٹ کے لاؤ
جوش زن آج ہیں دو خونِ شجاعت تم میں
ہاں علیؑ کی بھی ہے جعفر کی بھی طاقت تم میں

حق یہ ہو خوف ہے کیا جمع اگر ہیں لشکر
بھول جاؤ کہ ہیں دو روز سے ہم تشنہ جگر
غل یہ ہو جنگ میں بے دست ہوں جب بانیٔ شر
آج پوتوں نے لیا خوب قصاصِ جعفر
خود سمجھ جائیں عدو ضرب کی وہ شان رہے
کس کا مارا ہوا کشتہ ہے یہ پہچان رہے

www.emarsiya.com

جانا جنت میں جو ہو جام شہادت پی کر — کہنا نانی سے لٹا چاہتا ہے ایکا گھر
قتل سب ہو گئے بیکس کے معین و یاور — اور کام آ چکی اولادِ عقیل و جعفر
آئی آفت کو کسی طرح تو ٹالو اماں
جو ہیں باقی انھیں چادر میں چھپا لو اماں

یہ ستمگار کسی پر نہ ترس کھائیں گے — نہ پیمبر سے نہ اللہ سے شرمائیں گے
قتل کر ڈالینگے بیخوف جسے پائینگے — ہم سے ہو سکتا ہے کیا بیٹھ کے رہ جائینگے
جب نہ مردوں میں رہے گا کوئی سر پر باقی
کسطرح سمجھوں کہ رہ جائیگی چادر باقی

آئی آواز کہ میں تو ہوں یہیں اے مغموم — تو خبر بھیجتی ہے کیا مجھے سب ہے معلوم
صبر کر صبر کہ ہو شاد خدائے قیوم — آ گیا ہے وعدہ وفائی کو حسین مظلوم
گیسوؤں والا ہو یا ہنسلیوں والا زینب
نہیں بچنے کا کوئی نازوں کا پالا زینب

نعل گھوڑوں کے ہیں جان و دلِ شبیر کیلئے — گرز و شمشیر و تبر بازوئے سرور کے لئے
برچھیاں ظلم کی ہمشکل پیمبر کے لئے — تیرِ سہ شعبہ گلوئے علی اصغر کے لئے
بوسہ گاہِ نبوی بانیٔ شر کاٹیں گے
مری آغوش میں شبیر کا سر کاٹیں گے

تجھ کو جس بات کا دھڑکا ہے وہ ہونا ہے ضرور — زخم جو آج ہیں دلمیں یہ بنیں گے ناسور
ختم ہوگی نہ جفا بعد امامِ جمہور — لوٹنے آئینگے سیدانیوں کو بانیٔ زور
غیر ممکن ہے ردا کا تو بچانا زینب
کھول رکھ بال جو ہے منہ کو چھپانا زینب